یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآں عام ہو جائے
ہر اِک پرچم سے اونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ/اپریل ۲۰۲۳ء

ماہنامہ

فیضانِ حیدرِ کرار

کرم اللہ وجہہ الکریم

بالاکوٹ

شمارہ نمبر: 3

رمضان کریم

مدیرِ اعلیٰ

سید فرحان فضیلت شاہ کاظمی مشہدی ابو حنظلہ

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

رخصتِ قافلہ کا شور غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں اُنکے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

یادِ حضور کی قسم غفلتِ عیش ہے ستم
خوب ہیں قیدِ غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

جان ہے عشقِ مصطفٰے روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

اب تو نہ روک اے غنی عادتِ سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمہء تر کھلائے کیوں

سنگِ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جاچکے دل کو قرار آئے کیوں

ہے تو رضا نِرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِ غم سازِ طرب بجائے کیوں

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سلام بحضور سیدۂ کائنات فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

سیدہ زہراء کی عظمت کو سلام ان کے بابا، زوج و عترت کو سلام

حسنِ تخلیقِ خدا پہ ہوں درود خامۂ قدرت کی ندرت کو سلام

آیۂ تطہیر کا اول صدوق حاصلِ متنِ عبارت کو سلام

عفت وعظمت کرے جس کا طواف اس حیا و نیک طینت کو سلام

معدنِ طہر و صفا، زہد و ورع قدوۂ ہر نیک سیرت کو سلام

واصلہ و محوِ ذاتِ کبریا شوکتِ زہد و عبادت کو سلام

بضعۂ خیر الرسل تو آپ ہیں آپ کی معراجِ قربت کو سلام

وصف و صورت میں شبیہِ مصطفٰی عکسِ خَلق و خُلقِ حضرت کو سلام

آپ کے بیٹے ہیں سردارِ جناں آپ کے ہر ملک و ملت کو سلام

گم نفس کردہ ملائک پیشِ اُو ترکِ غیرت کی تمازت کو سلام

آلِ پاکِ سیدہ کا فرد ہوں زینؔ میری پاک نسبت کوسلام

نگارش: سید زین الرضا بخاری

درسِ قرآن مجید

عنوان: روزہ

علامہ حافظ محمد اویس احمد

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ ترجمہ: اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تاکہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: چونکہ غیر مسلموں پر پہلے ایمان لانا فرض ہے اس لیے جو ایمان لا چکے انہیں مخاطب کیا جا رہا ہے اور یہ خطاب اللہ کا ایمان والوں سے محبت اور ان پر شفقت کا اظہار ہے۔

كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ: تم پر روزے فرض کیے گئے۔

یہ روزوں کی فرضیت کا اعلان ہے ۲ھ شعبان کے مہینے میں روزے فرض کر دیے گئے اور ہماری شریعت میں روزے کا مفہوم یہ ہے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے کھانے پینے سے اور ہمبستری سے بچا جائے اور اس جملے سے یہ بھی پتہ چلا کہ بندۂ مومن کے پاس جبکہ اس کی طاقت ہو اور کوئی شرعی رکاوٹ بھی نہ ہو روزہ رکھنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ لوگ چھوٹے چھوٹے بہانے بنا کر روزہ ترک کر دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ: جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے۔

اس جملے میں روزے کی تاریخی حیثیت کو بیان کیا گیا ہے۔ روزوں کی تعداد اور احکام مختلف ہو سکتے ہیں مگر حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت سے لیکر حضور علیہ السلام کی شریعت تک تمام شریعتوں میں روزے فرض رہے ہیں۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ: تاکہ تم متقی بن جاؤ

اس جملے میں روزے کے مقصد پر روشنی ڈالی گئی اور یہ مقصد یہ ہے کہ روزہ رکھنے والا پرہیز گار بن جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ روزے کی حالت میں پاکیزہ اور حلال نعمتیں میسر ہونے کے باوجود اور انکے استعمال پر قدرت ہونے کے باوجود انسان ان نعمتوں سے دور رہتا ہے اسکے پیشِ نظر ذاتِ خداوندی اس کا جلال اور اسکے حکم کی اہمیت ہوتی ہے اور روزہ رکھنا اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ میرے نفس کی خواہش کچھ بھی نہیں، میری تمام خواہشات میرے رب کے حکم کے سامنے ہیچ اور مغلوب ہیں، وہ جب چاہے مجھے کھانے پینے سے روک دے اور جس چیز کے کھانے پینے کا حکم دے اس کی مرضی جس چیز کے کھانے سے منع کر دے، زندگی کے تمام معاملات میں، میں اس کے حکم، اسی کی منشا اور اسی کی مرضی پر عمل پیرا رہوں گا۔ اسی سوچ اور اس پر عمل پیرا ہونے کا نام تقویٰ ہے۔

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ ترجمہ: گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اور جنہیں اسکی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کیلئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمھارے لیے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو۔

اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ: گنتی کے چند دن ہیں

اس جملے میں یہ بتایا گیا ہے کہ روزوں کا مہینہ اور روزوں کے دن متعیّن ہیں جو کہ ماہِ رمضان المبارک کے انتیس یا تیس دن ہیں اور اِس میں بندے کی غفلت کا پردہ بھی چاک کیا گیا ہے کہ وہ یہ سمجھ کر کہ ایک مہینہ باقی ہے سستی اور نیک اعمال سے غفلت کا شکار نہ ہو جائے اس لیے فرمایا کہ یہ چند دن ہیں جو آئینگے اور تیزی سے گزر جائیں گے اس لیے اس مہینے کو خوب ذوق و شوق سے عبادت کرو اور مغفرت کا ذریعہ بناؤ۔ تو دوسری طرف ان لوگوں کو بھی تنبیہ ہے جو مضان کو بوجھ سمجھتے ہیں انہیں بتایا گیا کہ غنیمت ہیں وہ لمحات جو رب کی اطاعت اور تقویٰ کے حصول میں بسر ہوں۔

فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ

تو تم میں جو کوئی مریض ہو یا کوئی سفر پر ہو

اس جملے میں ان لوگوں کا بیان ہے جو روزہ رکھنے سے معذور ہوں ان کی رخصت کو اللہ پاک نے بیان فرمایا۔ پہلے مریض کا بیان ہے کہ اس کا مرض اس نوعیت کا ہو کہ جو روزہ رکھنے سے بڑھ جائے یا خدانخواستہ روزہ رکھنے سے مریض کی ہلاکت کا خدشہ ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور جب صحتمند ہو جائے تو ان روزوں کی قضا کر لے۔ اسی طرح مسافر جس کا سفر 92 کلو میٹر یا اس سے زیادہ ہو اسے اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے البتہ جس مسافر نے طلوعِ فجر سے قبل سفر شروع کیا اس کو روزہ ترک کرنے کی اجازت ہے لیکن اگر وہ طلوعِ فجر کے بعد سفر کرے تو اس دن کا روزہ چھوڑنے کی اسے اجازت نہیں۔

حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت:

اگر حمل والی یا دودھ پلانے والی عورت کو مرض کا اندیشہ ہو یا اپنی یا اپنے بچہ کی جان جانے کا خطرہ ہو تو اسے اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔

وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ: بعض مریض تو بیمار ہونے کے بعد ٹھیک ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے روزے کی قضا کریں گے مگر ایسا شخص جو شیخِ فانی ہو یعنی وہ بوڑھا جو اب روز بروز بوڑھا ہی ہو رہا ہے اور اب روزہ رکھنے سے عاجز ہے نہ اب روزہ رکھ سکتا ہے نہ آئندہ کی امید ہے تو ایسا شخص روزہ کا فدیہ دے۔ یا ایسا شخص جو کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جو بیماری مستقل ہو اور اس بیماری کی وجہ سے روزہ ہی نہ رکھا جا سکتا ہو جیسے دمہ یا شوگر کے مریض جنہیں ڈاکٹر روزہ رکھنے سے منع کر دیں وہ بھی روزے کا فدیہ دے دیں۔

نوٹ: ایک روزے کا فدیہ 2 کلو گندم یا اس کا آٹا یا اسکے برابر قیمت ہے۔ اوپر جو مقدار بیان کی گئی وہ کم سے کم مقدار ہے۔

فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَہُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ: جو فدیہ میں اس سے بھی زیادہ دینا چاہے تو جو جتنا زیادہ دے گا اتنا ثواب پائے گا۔

وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ: روزہ رکھنا صحت کا ضامن ہے اور ظاہری اور باطنی اعتبار سے خیر ہی خیر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صُوۡمُوۡا تَصِحُّوۡا روزہ رکھو صحت نصیب ہو گی

ماہِ رمضان کیسے گزاریں؟

سید فرحان فضیلت شاہ کاظمی مشہدی

رمضان المبارک کا مہینہ بڑی برکتوں اور رحمتوں والا ہے، یہ وہ عظیم مہینہ ہے کہ اس کے آتے ہی جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے، اس مبارک مہینے میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا بڑھادیا جاتا ہے۔ اس کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم سے آزادی کا عشرہ ہے۔ اس مہینے میں ایک ایسی برکتوں والی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

رمضان المبارک میں روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے چنانچہ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 183 میں رب العالمین نے ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

اس آیت سے جہاں روزے کی فرضیت ثابت ہے وہیں اس کا مقصد بھی معلوم ہورہا ہے اور وہ یہ کہ روزے اس لیے فرض کیے گئے تاکہ روزے رکھنے سے ہمیں تقویٰ و پرہیزگاری نصیب ہو۔

روزے کی تعریف: صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک اللہ کی رضا کی خاطر کھانے، پینے اور عملِ زوجیت سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔

روزے کے فضائل کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث:

1. مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

ترجمہ: جو ایمان کے ساتھ اور ثواب کی خاطر رمضان کے روزے رکھے اُس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف، کتاب الصوم)

2. قَالَ اللّٰهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ۔ ترجمہ: اللہ فرماتا ہے کہ آدمی کا ہر عمل اُس کی ذات کیلیے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اسکی جزا دوں گا، وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ، اور روزہ (عذاب سے بچانے والی) ڈھال ہے، وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ، اور جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو نہ فحش بات کرے اور نہ کسی سے جھگڑے، فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ: اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ، اگر اسے کوئی گالی دے یا جھگڑا کرے تو اُس سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ! لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ، اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا: اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ، روزے دار کیلیے دو خوشیاں ہیں جن سے اُسے فرحت ہوتی ہے ایک افطار کی خوشی اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کی خوشی۔ (ایضًا)

3. فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ، جنت کے آٹھ دروازے ہیں، فِیْهَا بَابٌ یُسَمَّى الرَّیَّانَ، اُن میں سے ایک کا نام ریّان ہے، لَا یَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ اُس دروازے سے صرف روزے دار ہی داخل ہونگے۔

(بخاری شریف، باب صفۃ ابواب الجنۃ)

یہ فضیلتیں اور برکتیں اُس خوش نصیب کے حصے میں آئیں گی جو روزے کے تقاضے کو سمجھ سکے، وگرنہ محرومی ہی محرومی ہے۔

سننِ کبریٰ بیہقی، کتاب الصیام میں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے:

اِنَّ الصِّیَامَ لَیْسَ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَلٰکِنْ مِنَ الْکَذِبِ وَالْبَاطِلِ وَاللَّغْوِ۔ ترجمہ: روزہ صرف کھانے پینے سے باز رہنے کا نام نہیں بلکہ روزہ جھوٹ، گناہوں اور بے کار باتوں سے باز رہنے کا نام ہے۔

نیز حضور ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ، جو شخص (روزہ رکھ کر) جھوٹ بولنا اور دغابازی کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اسکے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔ (بخاری، کتاب الصوم)

واضح ہوا کہ صبحِ صادق سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور عملِ زوجیت سے رکنا ہی مقصود نہیں بلکہ تمام گناہوں اور بے کار باتوں سے بھی خود کو دور رکھنا ہے۔

ہوسکتا ہے یہ ہماری زندگی کا آخری رمضان ہو!!!

نہ جانے پھر ہمیں یہ رحمتوں اور برکتوں والی گھڑیاں نصیب ہوں نہ ہوں، کتنے ہی ہمارے عزیز جو پچھلے رمضان ہمارے ساتھ تھے اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ آئیے! اپنی ایک ایک سانس کو غنیمت جانتے ہوئے اس عظیم مہینے کے ایک ایک لمحے کی ہم قدر کریں اپنی قبر و آخرت کی روشنی اور کامیابی کیلیے تیاری میں لگ جائیں اور جیسا ہمارا پیارا رب رمضان گزارنے کا تقاضہ فرماتا ہے اسکے مطابق ہم رمضان کے شب و روز گزاریں۔ اہتمام کیساتھ مکمل روزے رکھیں، بلاعذرِ شرعی ایک روزہ بھی نہ چھوٹنے پائے۔ پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کریں، پورا مہینہ تراویح پڑھیں۔

خدانخواستہ زندگی میں نمازیں قضا ہوئی ہوں تو اُن کی بھی ادائیگی کریں۔ جس قدر ممکن ہو نوافل پڑھیں۔ روزانہ نمازِ تہجد ادا کریں۔ قرآن مجید کی تلاوت کا بھی خوب اہتمام کریں اور ساتھ ہی ترجمہ و تفسیر بھی پڑھیں۔ ان برکتوں، رحمتوں اور بخشش کے خزانوں سے بھرپور عظیم ساعتوں کو فضول گوئی، بیکار بیٹھک اور دوستوں کیساتھ کھیل کود میں ضائع نہ کریں۔ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف پیارے نبی ﷺ سنّت مبارک ہے، زندگی میں ایک مرتبہ ضرور اعتکاف میں بیٹھیں۔

رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے اور ماہِ رمضان میں تو اور بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ (صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ)

لہٰذا آپ بھی حسبِ توفیق اس مبارک مہینے میں اپنے غریب بھائیوں، رشتے داروں اور ہمسایوں کا خیال رکھیے۔ موجودہ حالات میں جبکہ اکثر لوگ مہنگائی کی وجہ سے پریشان ہیں۔ یقیناً ہمارے ارد گرد بھی بہت سے گھرانے ایسے ہونگے جہاں لوگ سحر و افطار کا معقول انتظام نہ ہونے کے باعث شاید تکلیف میں ہوں۔ اگر آپ کو اللہ پاک نے وسعت عطا فرمائی ہے تو آگے بڑھیے ایسے سفید پوش لوگوں کیلیے پردے میں رہ کر اور عزتِ نفس کا خیال کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ حسبِ توفیق انتظام کیجیے۔

اللہ کریم ہمیں اپنے دیئے میں سے خرچ کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ ہمیں اس ماہ کی کما حقہ تعظیم کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور آئندہ سال ہمیں رمضان المبارک کی بہاریں حرمین شریفین کی پرنور فضاؤں میں دیکھنا نصیب فرمائے۔ امین یارب العالمین

یاالٰہی رحم کر لکھ دے مری تقدیر میں — روضۂ خیر البشر لکھ دے مری تقدیر میں
گذرے دن مکے میں شب گذرے مدینے پاک میں — روشنی کا یہ سفر لکھ دے مری تقدیر میں

پہلے عشرے کی دعا

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

ترجمہ: اے میرے رب مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔

دوسرے عشرے کی دعا

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

ترجمہ: میں اللہ سے تمام گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

تیسرے عشرے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

ترجمہ: اے اللہ بے شک تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔

افطار کے بعد کی دعا

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

ترجمہ: پیاس بجھ گئی اور رگیں تر و تازہ ہوگئیں اور ان شاء اللہ ثواب بھی ضرور ملے گا۔

عید کا تحفہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

مکاشفۃ القلوب میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے عید کے دن تین سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھا اور مسلمان مُردوں کی روحوں کو اس کا ثواب ہدیہ کیا تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوتے ہیں اور جب وہ (پڑھنے والا) مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل فرمائے گا۔

لیلۃ الجائزۃ (عید کی رات)

مکاشفۃ القلوب میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ پاک نقل فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں میں قیام کرے۔ اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن (یعنی قیامت کے دن) لوگوں کے دل مرجائیں گے۔

اس حدیثِ مبارک سے جہاں اس رات کی عظمت کا معلوم ہوا وہیں یہ بھی ضرور ذہن نشین رکھیں پورے رمضان کی جملہ عبادات کے بعد یہ عیدی (یعنی اُن نیکیوں اور عبادات کا صلہ) ملنے کی رات ہے تو کیا مزدور مزدوری کے بعد اجرت لینا چھوڑ دیتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ لہٰذا اس رات کو ہرگز بازاروں میں یا غفلت میں نہ گزاریں بلکہ جس قدر ہوسکے عبادت میں گزاریں ہوسکے تو ذکر و اذکار، نوافل اور دعاؤں کا اہتمام کریں۔ اللہ کریم ہمیں حقیقی عید کی خوشیاں نصیب فرمائے۔ آمین

ام المؤمنین، صدیقۂ کائنات، امّ عبداللہ[1]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

یوم وصال
17 رمضان المبارک

سید زین الرضا بخاری

خواتینِ عالم میں ازواجِ مطہرات سلام اللہ علیہن اجمعین، مسلمان عورتوں کی نسبت شرف واعزاز اور احترام وعزت میں از حد اعلیٰ واکرم ہیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں ہونے کی وجہ سے ان کے آداب واحترام اور پاس ولحاظ کو امت پر لازم قرار دیتے ہوئے انہیں "امہات المؤمنین" کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور باقاعدہ ان کے رہن سہن اور معاملاتِ زندگی پر قرآنی آیات کا نزول فرمایا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں وہ منفرد شخصیت ہیں کہ صرف ان کی عصمت وعفتِ عظیمہ کو بیان کرنے لیے باقاعدہ دس آیاتِ قرآنیہ نازل ہوئیں۔

مجسمہ علم وہدیٰ پیکرِ صدق وصفا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فہم وفراست ذہانت وفطانت میں اتنے ارفع واعلیٰ مقام پر فائز تھیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری وصالِ باکمال کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کبھی بھی دین میں کوئی مشکل پیش آئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی اس کا حل پایا۔ آپ کو فہم وفراست، علمی جلالت وفقاہت اور معرفتِ شریعت کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر شرفِ تفوق حاصل تھا۔

آپ کی ولادتِ باسعادت بعثتِ نبوی کے پانچویں سال ماہ شوال بمطابق جولائی 614ء کو مکۂ مکرمہ میں کاشانۂ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔

امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کاشانہ وہ برجِ سعادت تھا جہاں خورشیدِ اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے جلوہ فگن ہوئیں اسی بنا پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا، مسلمان پایا۔ آپ کے والدِ مکرم کا نام سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور والدۂ محترمہ سیدہ ام رومان زینب بنت عامر رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ کا خاندانی تعلق اپنے والدِ محترم کی طرف سے قبیلہ قریش کی شاخ تیم اور والدۂ ماجدہ کی طرف سے قریش کی شاخ کنانہ سے ہے۔ آپ کا نسب والدِ گرامی کی طرف سے آٹھویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسبِ مبارک سے جاملتا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جس گھرانے میں آنکھیں کھولی تھیں وہ نہ صرف نورِ اسلام سے منور تھا بلکہ اشاعتِ اسلام وحفاظتِ اسلام کا ایک مرکز تھا۔ چنانچہ آپ خود فرماتی ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ روزانہ صبح وشام ہمارے مکان پر رونق افروز ہوا کرتے تھے" جس ہستی کا بچپن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم المرتبت باپ کے زیرِ سایہ بسر ہوا وہ ایام طفولیت ہی میں سب بچوں سے ممتاز نظر آنے لگیں۔ خالق کائنات نے آپ کو حافظہ اتنا قوی عطا فرمایا کہ بچپن کے ایام کی تمام باتیں یاد تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ مکرمہ میں ہجرت سے 3 سال پہلے ماہِ شوال کو ہوا۔ جبکہ رخصتی تین سال کے بعد شوال ہی کے مہینے میں ہجرت کے بعد ہوئی اس بے مثال وبے نظیر نکاح پاک کا مہر 500 درہم تھا۔ اس وقت عرب کے دستور کے مطابق اس مہینے میں شادی بیاہ کو معیوب بلکہ نحوست قرار

[1] آپ کی کنیت اُمِ عبداللہ اس طرح ہوئی کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنے لگیں کہ اور خواتین نے تو اپنی اپنی کنیت رکھ لی میں اپنی کنیت کس کے نام پر رکھوں؟ فرمایا: اپنے بھانجے عبداللہ کے نام پر (جو کہ آپ کی بہن سیدہ اسماء بنت ابی بکر اور سیدنا زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہما کے بیٹے تھے) اپنی کنیت "ام عبداللہ" رکھ لو۔

دیا جاتا تھا جو کمزور عقیدے کی بنیاد پر تھا کسی زمانے میں شوال میں طاعون کی وبا پھیلی تھی تاریخ میں اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ نکاح ماہِ شوال میں منعقد کر کے عرب کے اس جاہلانہ تصور کی دھجیاں بکھیر دیں یہی نہیں بلکہ رخصتی بھی ماہ شوال میں کر کے اسلام کے نظریات کو مزید استحکام بخشا۔

امتِ مسلمہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھی احسان مند ہے جنہوں نے نبوی علم و حکمت کو پوری صحت و دیانت کے ساتھ من وعن اپنے بچوں کو منتقل کر دیا ہے۔ وہ مومنوں کی صرف ماں ہی نہیں اُن کی ایک فرض شناس معلمہ بھی تھیں، علم نبوی کے جو چراغ انھوں نے روشن کیے وہ غیر فانی اور بے مثال ہیں۔ ان چراغوں کی روشنی کی چمک دمک اور ابھرتی پھیلتی کرنیں امت کی راہوں کو ہمیشہ منور کرتی رہیں گی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب ترین رفیقۂ حیات تھیں۔ وہ حسین و جمیل ہی نہیں بلکہ نہایت ذہین، عقل مند، معاملہ فہم، دور رس نگاہ کی حامل تھیں۔ تفسیر، علم حدیث فقہ و قیاس، عقائد اور خواتین کے بارے میں خصوصی علوم کی حامل تھیں۔ آپ نہایت عبادت گزار اور وفا شعار خاتون تھیں سخت گرمی میں بھی روزے رکھا کرتی تھیں۔ خادمہ کی موجودگی میں بھی آٹا خود پیستیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ طعام بنا کر پیش کرتیں، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر بچھاتیں، وقت نماز وضو کیلیے پانی اور مسواک مہیا کرتی تھیں۔ بیوی کا سب سے بڑا جوہر شوہر کی فرمانبرداری ہوتا ہے جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں بدرجۂ اتم موجود تھا۔ آپ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نچھاور کرنے کیلیے تیار رہتی تھیں، آپ رضی اللہ عنہا کو ہرگز یہ گوارا نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی ادنی تکلیف پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کم وبیش نو برس تک خلوت و جلوت میں رہیں۔ آپکے متعلق متعدّد اکابر محدثین و فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا کہنا ہے کہ معانی قرآن، احکامِ حلال و حرام، اشعارِ عرب اور علم الانساب میں آپ رضی اللہ عنہا کا کوئی ثانی نہ تھا۔ خواتین میں سب سے زیادہ احادیث آپ نے روایت فرمائیں۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے جن میں مرد و عورت، صحابی و تابعی، غلام و آزاد، عزیز و بیگانہ ہر صنف کے افراد شامل ہیں۔ علم و فضل کا بحر بیکراں ہونے کے ساتھ ساتھ آپ خوش بیاں بھی تھیں۔ فنِ شاعری کے ساتھ اس قدر شغف تھا کہ ہر اہم سے اہم واقعات و خصائص کو بہترین اشعار میں بیان کر دیتیں۔ آپ نے متعدّد کلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کہے جن میں سے دو اشعار تو شہرہ آفاق ہوئے۔

لَنَا شَمسٌ وِلِلآفَاقِ شمسٌ وَشَمْسِی خَیْرٌ مِّنْ شَمسِ السَّمَآءِ
فَاِنَّ الشَّمسَ تطلعُ بعد فجرٍ وَشَمْسِی طالعٌ بَعدَ العِشَآءِ

(ایک ہمارا سورج ہے اور ایک آسمانوں کا سورج ہے اور میرا سورج آسمان کے سورج سے کہیں افضل ہے کہ آسمان کا سورج فجر کے بعد نکلتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد طلوع ہوتا ہے)

آپ رضی اللہ عنہا 58ھ رمضان المبارک میں علیل ہوگئیں اور اسی علالت میں 17/ رمضان المبارک کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ آپ کی نمازِ جنازہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، آپ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں سلامِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

بنت صدیق آرام جان نبی اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

یومِ شہادت
21 رمضان المبارک

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے القابات کی تفہیم

مفتی سید زین العابدین شاہ

لقب کی جمع القاب اور القابات ہے، لقب اس نام کو کہتے ہیں جو اصلی نام کے علاوہ ہو، لقب دینے میں معنی کی رعایت کی جاتی ہے بخلاف اعلام کے کیونکہ ان میں معنوی رعایت نہیں ہوتی، مثلاً اگر کسی کا نام سراج یا منیر رکھا جائے تو ہرگز ضروری نہیں ہے کہ وہ اسم با مسمّٰی ہو اور واقعتاً وہ روشن اور چمکتے دمکتے چہرے والا ہو، جبکہ کسی شخص کا لقب سراج یا منیر رکھا جائے تو کوئی نہ کوئی معنوی رعایت ضروری ہے، یقیناً لوگ اس کے علم، عمل، اسوہ اور کردار کی روشنی سے استفادہ کرتے ہوں گے اسی لیے اس کو سراج اور منیر کا لقب دیا گیا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں لاتعداد شخصیات کے القابات جگہ بہ جگہ موجود ہیں، جو کہ انسانی عظمت و جلالت اور بزرگی پر دلالت کرتے ہیں مثلاً حضور ﷺ کے لاتعداد القابات میں سے رسول اللہ، شاہد، مبشر، نذیر، داعی، سراج اور منیر وغیرہ ہیں اسی طرح اصحاب رسول کے مجد و بزرگی کو بیان کرنے کے لیے السابقون، الاولون، المھاجرون، الانصار اور اسی طرح التائبون، العابدون، الحامدون، السائحون، الراکعون، الساجدون، الآمرون وغیرہ سرفہرست ہیں۔

سیدنا ابوبکر کا لقب صدیق اکبر، سیدنا عمر کا فاروق اعظم، سیدنا عثمان کا الغنی اور ذوالنورین کسی بھی منصف مزاج اور حق کے داعی پر پوشیدہ نہیں ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے لاتعداد القابات میں سے چند کا ذکرِ کرم اور افہام و تفہیم کی کوشش کرتے ہیں۔

1.... "اسد اللہ" .... ذرا ملاحظہ فرمائیے! غزوہ بدر میں قریش کے 70 آدمی مارے گئے جن میں سے 36 حضرت علی کے ہاتھوں واصل جہنم ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں مشرکین نے آپ ﷺ کو گھیر لیا اس مشکل ترین وقت میں آپ ﷺ نے مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پکارنا شروع کر دیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ کے چھکے چھڑا دیے اور ان کو پیچھے دھکیل دیا، اسی طرح غزوہ تبوک کے علاوہ ہر ہر معرکے میں سیدنا علی کا لازوال حربی کردار دیکھ کر علمائے اسلام نے آپ کو "اسد اللہ" کا لقب دیا جو کہ آج تک مشہور و معروف ہے۔

"ید اللہ" .... طاقت و قوت اور لازوال شجاعت کے ساتھ ساتھ آپ کے دست کرم پہ ظاہر ہونے والی لاتعداد کرامات کے ظہور کے سبب آپ کو "ید اللہ" بھی کہا جاتا ہے۔

امام رازی روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے محبین میں سے ایک اسود نامی غلام نے چوری کر لی، تو اسے آپ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا؛ آپ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے عرض کی ": جی ہاں"۔ تو آپ نے بطورِ حد اس کا ہاتھ کاٹ دیا؛ ہاتھ کٹ جانے کے بعد وہ آپ کی بارگاہ سے واپس جا رہا تھا کہ (راستے میں) اسے حضرت سلمان فارسی اور ابن کرّا مل گئے، ابن کرّا نے اس سے پوچھا: تیرا یہ ہاتھ کس نے کاٹا؟ اس نے کہا: "امیر المومنین، یعسوب المسلمین، داماد مصطفیٰ، شوہر فاطمۃ الزہرہ، مولا علی رضی اللہ عنہ نے"، ابن کرّا نے کہا: مولا علی نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تو انکی تعریف کر رہا ہے؟ "ولِمَ لَا أمْدَحُهُ، وقَدْ قَطَعَ يَدِيْ بِحَقٍّ، وخَلَّصَنِيْ مِنَ النَّارِ؟!" اس نے کہا: میں انکی تعریف کیوں

نہ کروں جبکہ انہوں نے میرا ہاتھ بطورِ حد کاٹا ہے اور مجھے دوزخ کے عذاب سے بچالیا ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے یہ سب سنا اور یہ ماجرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اسود غلام کو بلایا اور اسکا کٹا ہوا ہاتھ اسکی کلائی پہ رکھا اور اک رومال کے ساتھ اسے ڈھانپ دیا، اور دعا مانگی، (راوی کہتے ہیں) پس ہم نے ایک آسمانی آواز سنی کہ اسکے ہاتھ سے کپڑا اٹھادو (ہم نے جب کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ) رب تعالیٰ کے حکم سے اسکا ہاتھ بالکل ٹھیک اور بہترین ہو چکا تھا۔

(تفسیر کبیر: سورۃ الکھف، تحت الآیۃ: 12)

"عین اللہ "مولائے کائنات کا ایک لقب عین اللہ بھی ہے، اس لقب سے اللہ تعالیٰ کا کوئی جز ثابت کرنا ہرگز ہرگز مقصود نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اللہ پاک کی دی ہوئی طاقت اور اس کی توفیق سے وہ کچھ دیکھ لیتے اور وہ کچھ سمجھ لیتے تھے جو بڑوں بڑوں کو سمجھ نہیں آتا تھا، ذرا ملاحظہ فرمائیے: امیر المومنین حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو اُن سے فرمایا: "اے حذیفہ! تم نے صبح کس حال میں کی؟" انہوں نے عرض کی: "اے امیر المومنین! میں نے اس طرح صبح کی کہ فتنے سے محبت کرتا ہوں اور حق کو ناپسند کرتا ہوں اور وہ کہتا ہوں جو پیدا نہیں ہوا اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں جسے میں نے دیکھا نہیں اور بغیر وضو کے صلوٰۃ پڑھتا ہوں اور میرے پاس زمین پر ایک ایسی چیز ہے جو اللہ عزوجل کے پاس آسمانوں میں نہیں ہے"۔

تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس بات پر شدید غضبناک ہو گئے اور ان کی گرفت کا ارادہ فرمایا مگر پھر ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحبت یعنی صحابیت کا خیال آیا تو رُک گئے۔

اسی اثناء میں باب علم مولا علی رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے، آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر غضب کے آثار ملاحظہ فرمائے تو پوچھا: "اے امیر المومنین! آپ کو کس بات نے غضبناک کیا ہے؟ آپ نے پورا قصہ سنا دیا تو مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آپکو ان سے ناراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ انکا قول کہ "میں فتنے سے محبت کرتا ہوں"، اللہ کے اس فرمان کی تاویل ہے اِنَّمَآ اَمۡوَالُکُمۡ وَ اَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ؕ یعنی تمھارے مال اور تمھارے بچے آزمائش ہی ہیں (پارہ ۲۸ سورۃ التغابن آیت ۱۵) اور انکے اس قول کہ "میں حق کو ناپسند کرتا ہوں"۔ میں حق سے مراد موت ہے جس سے کسی کو چارہ نہیں اور کوئی مرنا نہیں چاہتا اور انکے اس قول کہ "وہ بات کہتا ہوں جو پیدا نہیں کی گئی" سے مراد قرآنِ پاک ہے کہ یہ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن مخلوق نہیں اور انکے اس قول کہ "اس بات کی گواہی دیتا ہوں جسے میں نے دیکھا نہیں" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی تصدیق کرتا ہوں حالانکہ اسے دیکھا نہیں اور انکے اس قول کہ "بغیر وضو صلوٰۃ پڑھتا ہوں" کا مطلب یہ ہے کہ یہ رَسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وُضو اور بغیر وُضو کے درودِ پاک پڑھتے ہیں۔ انکے اس قول کہ "میرے پاس زمین پر ایسی چیز ہے جو اللہ عزوجل کے پاس آسمانوں میں نہیں ہے" سے مراد بیوی اور بچے ہیں کیونکہ اللہ عزوجل کے پاس ان میں سے کوئی چیز نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو الحسن! اللہ آپ پر رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی ذہانت و فراست سے نوازا ہے، بے شک آپ نے میرا ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔

(کتاب "بحر الدموع" الفصل الخامس والعشرون: ص: 132 امام ابن جوزی)

طورِ سینا

باب 2 مصر کا بادشاہ

علامہ منیب اقبال
muneeb78692@gmail.com

وہ ایک عام سا تاجر تھا... عطار تھا... عطر (خوشبو) بیچتا تھا... لیکن کام صحیح طرح نہیں چل پا رہا تھا... کام چلانے کیلیے رقم درکار تھی... لوگوں سے ادھار لیا... لیتا رہا... لیتا رہا... کام تو نہ چلا، لیکن وہ قرضوں میں ڈوبتا چلا گیا قرض دینے والوں نے محسوس کر لیا کہ اب وہ قرض لوٹانے کی طاقت نہیں رکھتا... قرض دینے والے اب اس پر قرض لوٹانے کا دباؤ ڈالنے لگے۔ اس نے شہر سے بھاگ جانے کا ارادہ کیا اور راتوں رات اندھیرے میں وہ اپنے شہر "اصفہان" سے بھاگ نکلا.. ملک شام آیا.. پھر کام شروع کیا... لیکن یہاں بھی کام نہیں کر پایا... شام سے نکل کر مصر کی طرف چلا... مصر کے قریب پہنچا... شہر سے باہر اسے ایک دیہاتی نظر آیا... تربوز بیچ رہا تھا.... اس تاجر نے کہا "میرا نام ولید بن مصعب بن ریان ہے۔ میرا تعلق عمالِقہ (حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کے پڑپوتے عملیق کی) قوم سے ہے۔ میں ملک اصفہان اور شام کا ایک معتبر تاجر ہوں۔ اب مصر میں تجارت کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ تربوز کتنے میں بیچ رہے ہیں آپ؟"... دیہاتی لوگ بڑے سادہ مزاج ہوتے ہیں... دیہاتی اس سے مرغوب ہو گیا.... کہنے لگا "تربوز کی ایک بوری ایک درہم کی"... ایک بوری میں تقریباً ۹ یا ۱۰ تربوز تھے.... تاجر یہ بوری ایک درہم میں خرید کر مصر کے بازار میں پہنچا.... بازار میں اس نے تربوز کی قیمت لگوائی.... ایک تربوز ایک درہم کا بکِ رہا تھا.... یعنی ایک بوری پر ۱۰ گنا منافع.... اس نے تربوز بیچنا شروع کر دیے.... کچھ ہی دنوں میں اسکے پاس کثیر رقم جمع ہو گئی.... اب وہ امیر تاجروں میں شمار ہونے لگا۔

تھوڑے عرصے بعد ملکِ مصر میں ایک وبائی بیماری پھیلی... لوگ اس وباء سے مرنے لگے.... وہ قبرستان کے باہر جا کر بیٹھ گیا... جو بھی قبرستان میں اپنے کسی رشتہ دار کو دفنانے آتا، یہ اس سے فی قبر، پانچ درہم وصول کرتا... کون ایسے موقع پر بحث کرتا ہے... لوگوں نے اسے قبر کیلیے پانچ درہم دینا شروع کر دیے... یہ پانچ پانچ درہم لیکر وہ مزید مال دار ہو گیا... کچھ عرصے بعد ایک خاندان مردے کو دفنانے آیا... اسنے قبر کیلیے پانچ درہم مانگے... انہوں نے منع کر دیا کہ ہم نہیں دینگے... اور اس سے سوال کیا کہ "کس نے مقرر کیا ہے آپکو اس قبرستان پر؟".. کہا "کسی نے نہیں" اس خاندان نے اسکی شکایت بادشاہ سے کر دی... بادشاہ نے اسے اپنے دربار میں بلایا... وہ ہی سوال کیا "تمھیں کس نے مقرر کیا ہے؟"... کہنے لگا "بادشاہ سلامت! میرا سارا مال بھی آپ رکھ لیں لیکن میں تو آپ سے ہی ملنے کیلیے یہ سب کچھ کر رہا تھا۔ تاکہ میں آپکو بتا سکوں کہ آپکے ملک کے لوگ کتنے سادہ ہیں کوئی بھی انھیں آسانی سے بیوقوف بنا سکتا ہے۔ بادشاہ سلامت! آپ میری بات مانیں اور مجھے مصر کے خزانے کا وزیر بنا دیں۔ میں مختلف ملکوں میں رہا اور وہاں کے طور طریقے جانتا ہوں۔ میں بہترین طریقے سے ملک کے خزانے کو چلاؤں گا"۔ بادشاہ کی سمجھ میں بات آئی اور اِسے اپنا وزیر بنا لیا۔ اس نے بڑی محنت کرنا شروع کی.. فوج کے نظام کو صحیح کیا... معاشی نظام کو بہتر کیا، عدل و انصاف کو قائم کیا، عوام خوش ہوئی۔ کچھ عرصے بعد بادشاہ مر گیا اور لوگوں نے اسے مصر کا بادشاہ بنا دیا... ایک عام سا تاجر ولید بن مصعب بن ریان اب "فرعون" بن چکا تھا۔

وقت گزرتا رہا... طاقت کے نشے میں فرعون دن بدن اپنے آپ کو سب کچھ سمجھنے لگا... ایک وقت آیا کہ اس نے اپنے آپ کو خدا کہنا شروع کر دیا... لوگ اسکو عبادت کا سجدہ کرتے... جو بھی اسکے پاس آتا پہلے سجدہ کرتا پھر گفتگو کا آغاز کرتا... جو شہر سے دور رہتے اور اسکے محل میں نہ آسکتے، ان کیلیے اسنے اپنی چھوٹی چھوٹی مورتیاں بنائیں اور انکے گھروں میں رکھوائیں ...لوگ اپنے گھروں میں اسکی مورتیوں کو سجدہ کرنے لگے... جو اسکے ماننے والے ہوئے وہ "ال فرعون" کہلائے۔

لیکن ایک جماعت ایسی بھی تھی جس نے فرعون کی پوجا سے انکار کر دیا... یہ بنی اسرائیل تھے... "اسرائیل" حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا اور اس کا معنی ہے خدا کا بندہ... بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے... حضرت یعقوب علیہ السلام کے بشمول حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے... انہی بارہ بیٹوں اور انکی اولاد سے بارہ قبیلے بنے اور ان بارہ قبیلوں کو ملا کر بنی اسرائیل کہا جانے لگا۔

جب بنی اسرائیل فرعون کی عبادت کے انکاری ہوئے تو فرعون نے ان پر مظالم ڈھانا شروع کر دیے... عورتوں اور بچوں سے گھر کی صفائی اور کھانا پکانے کے کام لیے جانے لگے... بوڑھوں سے کھیتی باڑی کے کام... اور مردوں کو تعمیراتی کاموں پر لگا دیا گیا... انکار کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں تھی. ...جو انکار کرتا اسے تپتی ریت پر کوڑوں سے مارا جاتا... بنی اسرائیل مظالم کو برداشت نہیں کر پا رہے تھے.. اور فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے.. کہ کب اس ظالم بادشاہ سے انکی جان چھٹے گی... روتے تھے... رب سے دعائیں مانگتے تھے... اس رب کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔

ایک دن فرعون کی اپنے قریبی وزیروں کے ساتھ بات چیت ہو رہی تھی۔ علم رکھنے والے دانشور بھی تھے... بات ہوتے ہوتے اس بات کا تذکرہ ہوا اور ایک علم والے دانشور نے یہ بات کہی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انکی اولاد میں انبیاء اور بادشاہ بھیجے گا... یہ بات فرعون کے دماغ میں پھنس گئی... مجلس برخواست ہونے کے بعد یہ ہی بات بار بار اسکے ذہن میں گونج رہی تھی کہ کوئی نبی یا بادشاہ پیدا ہوگا یہ بات سوچتے سوچتے وہ بستر پر لیٹا اور پتہ نہیں کب اسے نیند آگئی۔

آدھی رات کو اچانک وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کا پورا جسم پسینے سے شرابور تھا وہ زور زور سے سانس لے رہا تھا... کچھ دیر گزرنے کے بعد اسنے سونے کی کوشش کی لیکن اسے نیند نہ آئی، رات جیسے تیسے کر کے کاٹی۔ صبح اٹھتے ہی خواب کی تعبیر بتانے والوں کو بلایا، کہنے لگا: میرا خواب سنو! بیت المقدس سے ایک آگ اُٹھی میرے ملک (مصر) کی طرف بڑھی یہاں تک کہ سارے فرعونیوں کو اس آگ نے جلا ڈالا انکے گھر جلانے کے بعد میرے محل کی طرف آگ بڑھی اور دیکھتے ہی دیکھتے میرا محل بھی جل گیا... لیکن اصل مسئلہ یہ نہیں... تشویش اس بات پر ہے فرعونیوں کے گھروں کے بالکل ساتھ بنی اسرائیل والوں کے بھی گھر ہیں... اس آگ نے صرف فرعونی کے گھر کو جلایا اور ساتھ موجود بنی اسرائیلی کے گھر کو آنچ تک نہ آئی... سارے درباری سن رہے تھے... پہلے آپس میں سرگوشی کی اور پھر ان میں سب سے زیادہ علم والا بولا... بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا... آپکا دین بھی ختم کرے گا... آپکی سلطنت بھی... اور آپ کو بھی۔ یہ سننا تھا کہ... فرعون نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیدیا... کہ بنی اسرائیل کے ہر ہر گھر پر نظر رکھی جائے... اگر لڑکا پیدا ہو تو ذبح کر دیا جائے... اور لڑکی پیدا ہو تو زندہ چھوڑ دی جائے۔ (روح المعانی)

والدین کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی...دینی و عصری علوم کا حسین امتزاج

نورِ حمزہ اسلامک اسکول و کالج

ماحول کی آلودگی میں پاکیزگی کا سفر

مڈل پاس ہونہار طلباء کیلیے مکمل درس نظامی (عالم کورس) + کامرس گریجویشن

ہاسٹل کی سہولت کے ساتھ محدود نشستوں پر داخلے جاری ہیں

مزید معلومات کیلیے رابطہ کیجیے 0333-3136303

نورِ حمزہ اسلامک اسکول و کالج سیکٹر X-7 گلشن معمار کراچی